رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہفتہ وار

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چھپ گیا بمطبع انوار احمدیہ قادیان میں | دوا میں شفا ہے غرض دارالامان میں

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ... صہ

۲- خواص و معاونین سے ... عہ

۳- ہندوستان سے باہر ... ۸

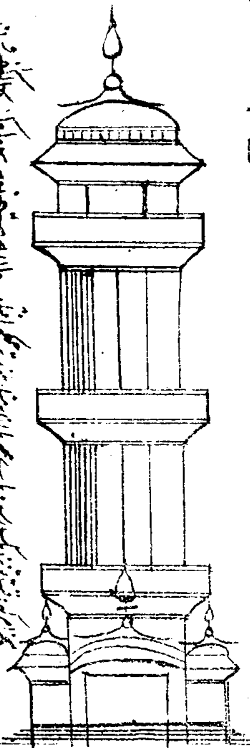
۴- غیر مذاہب والوں سے ... ۱۲

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ... عا

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲



تازہ وحی

۱۸- اپریل ۱۹۰۸ء

(۱) اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

(۲) اَمۡ نَنْقُصُ الْاَرْضَ نَحْنُ الْعَذَاب وَ نَذْلُ

(۳) بشریٰ

۲۲- اپریل ۱۹۰۸ء

(۴) میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا-

(۵) خیر و خوبی کا نشان-

(۶) میری مرادیں پوری ہوئیں

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

۲۰- اپریل ۱۹۰۸ء

شیخ فضل کریم صاحب جنہوں نے اسی سال حج کعبۃ اللہ کا شرف حاصل کیا ہے چند روز سے دارالامان میں تشریف رکھتے ہیں۔ قبل ظہر حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے اس سال کے ناقابل برداشت تکالیف کا جو حجاج کو برداشت کرنے پڑے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انگلش حدود سے نکلکر ٹرکش حدود میں داخل ہوتے ہی ایسی مشکلات کا سامنا ہوا کہ جن کی وجہ سے یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ یہ مشکلات ایسی ہیں جن سے حج کے بالکل بند ہوجانیکا اندیشہ ہے خصوصاً اہل ہند کیواسطے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ٹرکی حدود میں کوارنٹائن کی ناقابل برداشت سختیاں۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور حاکموں کا سخت درجہ کا حریص اور طامع ہونا اور اپنے فایدہ کیلئے ہزاروں جانوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرنا۔ لوگوں کا سامان خورد و پوشاک وغیرہ بسا اوقات میں ضائع کردینا یا نقدی کا ضائع جانا۔ اور پھر جو چیز ایک سفری حاجی سے بیس حاصل کرسکتا ہے وہ ہندیوں کو بیس ٹکہ بھی بمشکل دیتا۔ رستوں میں باوجودیکہ سلطان المعظم نے سر دو سبیل پر کنواں تیار کروا رکھا ہے عمال اور کارکنوں کا بغیر دو چار آنہ لئے کے پانی کا گلاس تک نہ دینا۔ اور پھر رستہ میں باوجود بدوؤں کی بہروں کی انتظام کے جو کہ سلطان المعظم کی طرف سے کیا گیا ہے بڑے درجے کی بدامنی کا ہونا یہاں تک کہ انسان اگر رستہ سے دو چار گز بھی ادھر ادھر ہو جاوے تو پھر وہ زندہ نہیں بچ سکتا۔ اور پھر مندیوں سے خصوصاً سخت بدسلوکی ہونا۔ بات بات پر پیٹ جانا

اور کوئی داد و فریاد نہیں۔ بات بات پر کذاب۔ بطال اور الفاظ حقارت سے مخاطب کیا جانا وغیرہ وغیرہ ایسے سامان ہیں کہ بہت ہی مصیبت کا سامنا نظر آتا ہے۔ یہ سارا ماجرا سُن کر

حضرت اقدس نے فرمایا

کہ ہم آپ کو ایک نصیحت کرتے ہیں ایسا ہو کہ ان تمام امور تکالیف سے آپکی قوت ایمانی میں کسی قسم کا فرق اور تزلزل نہ آوے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلا ہے۔ اس سے پاک عقاید پر اثر نہیں پڑنا چاہیے۔ ان باتوں سے اُس متبرک مقام کی عظمت دلوں میں کم نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس سے بدتر ایک زمانہ گذرا ہے کہ یہی مقدس مقام نجس مشرکوں کے قبضہ میں تھا اور انہوں نے اسے بت خانہ بنا رکھا تھا۔ بلکہ یہ تمام مشکلات اور مصائب خوش آئند زمانے اور زندگی کے درجات ہیں۔ دیکھو آنحضرتؐ کی مبعوث ہونے سے پہلی بھی زمانہ کی حالت کیسی خطرناک ہوگئی تھی اور کفر و شرک اور فساد اور ناپاکی حد سے بڑھ گئی تھی۔ تو اس ظلمت کے بعد بھی ایک نور دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔ اسی طرح اب بھی امید کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کے بعد کوئی بہتری کے سامان بھی پیدا کردیگا اور خدا کوئی سامان اصلاح پیدا کردیگا۔

بلکہ اسی متبرک اور مقدس مقام پر ایک اور بھی ایسا ہی خطرناک اور نازک وقت گذر چکا تھا جسکی طرف آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی تھی الم ترَ کیف فعل ربک باصحاب الفیل الخ۔ غرض یہ اب تیسرا وقت ہے اس کی طرف بھی اللہ تعالیٰ ضرور توجہ کریگا۔ اور خدا کا توجہ کرنا تو پھر قہری رنگ میں ہی ہوگا۔

ایک شخص کابلی سید عبد المجید خان نامی چند روز سے قادیان میں آیا ہوا تھا۔ اس نے ...

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۴ اپریل ۱۹۰۸ء

کسی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں اس قسم کی ایک درخواست کی تھی کہ یہاں کے رئیس اعظم کو حضرت اقدسؑ کے حالات کی تحقیق کا شوق ہے لہذا اگر اُن کی خدمت میں براہ راست اس قسم کی کوئی تحریر بھیجکر تحریک کی جاوے تو خالی از فائدہ نہ ہوگی۔ اس پر

حضرت اقدسؑ

نے فرمایا کہ ہم اس قسم کی سردردی کو ہرگز پسند نہیں کرتے اگر ان کو اس قسم کی تحقیق کا خیال ہوتا تو کیوں خود اپنے ہاتھ سے درخواست نہیں کی۔ اصل میں ان لوگوں میں ایک قسم کا مخفی کبر ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ رعایا پر تو حکومت کرتے ہیں مگر اس طرح سے خدا پر بھی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ **خدا کے ماموروں میں کبریائی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ظل الٰہی ہوتے ہیں۔ خدا سے ان کو تواضع اور بندوں سے لاپرواہی ہوتی ہے۔** بجز اس کے کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص خود توجہ کرے اور پھر خدا بھی اس کے لئے دل میں جوش پیدا کردے۔ خواہ نخواہ بناوٹ سے توجہ کرنا بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے۔ خدا کے مامور کسی فرد واحد کی خصوصیت کرنا بھی شرک جانتے ہیں کیونکہ ان لوگوں میں باریک در باریک رنگ میں کبر مخفی ہوتا ہے۔

حضرت حکیم الامۃؓ سے یہ سوال

(پہلا سوال اور اس کا جواب)

کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو کن دلائل سے مانا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر ایک شخص کے ذوق اور فہم کے مطابق الگ الگ دلائل ہوتے ہیں۔ جس دلیل سے ایک شخص کسی کی سچائی پر ایمان لاتا ہے ممکن ہے کہ دوسرے کے نزدیک وہ دلیل ہی نہ ہو۔ یا ایک ضعیف دلیل ہو۔ غالباً یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے ایمان کے وجوہ کا اظہار لوگوں کے سامنے نہیں کیا۔ اور اسی طرح تمام ائمہ دین نے جن جن وجوہ سے اسلام اختیار کیا۔ یا کسی کو بزرگ مانا اُن کے وہ ذوقی دلائل ہمیں کہیں تاریخوں میں نظر نہیں آتے جو اُن کے لئے باعث اعتقادات ہوئے۔ ان کا خصوصیت سے ان بڑے لوگوں نے تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ ہم اگر اس سے آگے بڑھیں تو انبیاء و رسل اور ملائکہ نے بھی بیان نہیں کیا کہ کن کن وجوہ سے اُنھوں نے وحی کے فرشتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کیا۔ کیونکہ یہ ان کے اپنے ذاتی ذوق ہوتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک دلیل جس سے کوئی خاص شخص کسی امر کی سچائی پر یقین کرتا ہے وہی تمام دنیا کے واسطے اس سچائی پر ایمان لانے کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی۔ مخلوق جس طرح اپنے رنگ شکل و شباہت۔ اور آرزوؤں کے لحاظ سے مختلف واقع ہوئی ہے اسی طرح بلحاظ ذوق بھی اس میں عظیم اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس کی ہزارہا مثالیں دُنیا میں موجود ہیں۔ یہی وجوہ ہیں کہ میں بھی اس معاملہ میں اپنے ذوق کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ میں بہت سے وجوہ سے

قبولیت دعاء

کا بڑا قائل ہوں۔ اور میں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے ہزاروں قسم کے مشکلات میں تجربتہً دعاؤں کو بہت ہی مفید پایا ہے۔ اور یہ بجائے خود ایک بڑا بھاری سلسلہ ہے۔ اگر خدا نے توفیق دی تو میں اپنی دعاؤں کے اس بڑے حصے کو بھی بیان کرونگا۔ اس وقت میری عمر ستر برس کے قریب ہے۔ اور دعاؤں کا خیال مجھے سن بلوغ سے بھی پہلے کا پیدا ہوا ہے اور میں نے ہمیشہ بڑے بڑے خطرناک اور ہلا دینے والے وقتوں میں دعاؤں کا تجربہ کیا ہے۔ اور ایک مسلمان انسان کے واسطے یہ مسئلہ کافی ہے کہ مضطر انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں وارد ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ لہذا ایک مسلمان عقیدہ کے انسان کے واسطے قبولیت دعا کی فلاسفی پر کوئی لمبی چوڑی بحث کرنے کی حاجت بھی نہیں معلوم ہوتی۔

شہر میں داخل ہونے کی دعا اس کے بعد ایک اور امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے میرا یہ قاعدہ ہے کہ میں جب کسی شہر میں جاتا ہوں یا کسی گاؤں کی طرف رخ کرتا ہوں اور اس شہر یا گاؤں کے قریب پہنچکر اُس کی بیرونی حالت کو دیکھ لیتا ہوں تو وہیں سے نہایت اضطراب اور درد دل سے وہ دعاء مسنونہ ہمیشہ پڑھا کرتا ہوں جو نبی کریمؐ نے ایسے وقت مانگنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور میرے دوست جو میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں نے اپنے وعظوں۔ لیکچروں اور درس قرآن میں اس کا بارہا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیٰطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین فانا نسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا۔ ونعوذ بک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اللھم بارک لنا فیھا (تین بار) اللھم ارزقنا جناھا وحببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا۔ اب میں بڈھا ہوگیا ہوں مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بچپن سے لیکر اب تک جن لوگوں کو میں نے اپنا دوست بنایا ہے وہ آج تک باوجود میری بہت عظیم الشان تبدیلیات۔ یا وسیع علوم اور تجاربہ کے آج بھی مجھکو وہ لوگ نیک ہی نظر آتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی بُرے انسان کو میرے ساتھ کبھی تعلق پیدا ہوا۔ اور یہ خاص خدا کا فضل ہے۔

میں نے بہت بزرگوں سے بیعت بھی کی ہے منجملہ اُن مشہور لوگوں کے **حضرت شاہ عبد الغنی صاحب** مہاجر مدنی مجددی بھی ہیں۔ اور ممالک بخارا کی طرف کے مشہور لوگوں میں سے حضرت **محمد جی نامی** میرے پیر و مرشد تھے اور علماء میں سے مولوی **عبد القیوم صاحب** مرحوم مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ اور ان کے سوا اور اور بزرگ بھی ہیں۔

میں نے بڑے بڑے شہروں مثلاً۔ لکھنؤ۔ رام پور۔ بھوپال۔ مکہ معظمہ۔ یمن۔ مدینہ طیبہ اور آخر کشمیر وغیرہ میں اس دعا کے بعد جن جن لوگوں سے تعلق محبت یا اتحاد پیدا کیا ہے وہ سب کے سب بحمد اللہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی میری سچی اور درد دل کی دعاؤں کو ضائع نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی مجھے کسی دھوکہ میں مبتلا کیا۔

حضرت مرزا صاحب

مباحثہ کا خیال مجھے پہلے پہلے اس بات سے پیدا ہوا کہ ایک بڑا انگریزی تعلیم یافتہ اور بہت بڑا عہدہ دار شخص جو کہ مسلمان کہلاتا تھا میرا اس سے حضرت نبی کریمؐ کی نبوت کے معاملہ میں مباحثہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایسے دعاوی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آخر کار دوران گفتگو میں اُس نے تسلیم کیا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین یقین کرتا ہوں۔ لہذا اس معاملہ میں میں اب بحث نہیں کرتا۔ اسپر میں نے اس سے پوچھا کہ بھلا ختم نبوت کی کوئی دلیل تو بیان کرو۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس شخص نے اس وقت یہ اقرار صرف پیچھا چھڑانے کی غرض سے کر لیا ہے۔ چنانچہ میرا وہ خیال درست نکلا اور اس نے یہ جواب دیا کہ آنحضرتؐ کی کمال دانائی اور عاقبت اندیشی اس امر سے مجھے معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ نے ختم نبوت کا دعوےٰ کیا کیونکہ آپؐ زمانہ کی حالت سے یقین کر چکے تھے کہ لوگوں کی عقلیں اب بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور کوئی آئندہ ایسا زمانہ اب نہیں آوے گا کہ لوگ آئندہ کسی کو مرسل یا مہبط وحی مان سکیں۔ اسی بنا پر آپؐ نے (نعوذ باللہ) دعوےٰ کر دیا کہ میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں آپؐ کو بڑے اعلےٰ درجہ کا دانا اور عاقبت اندیش

انسان مانتا ہوں۔ میں نے اس دلیل کو سنکر بہت ہی رنج کیا۔ اور میرے دل کو سخت صدمہ اور دکھ پہنچا۔ کہ یہ شخص بڑا ہی محجوب ہے اور بے باک ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولیاء کرام کے حالات سے بھی نابلد محض ہے۔ اب چونکہ ایک طرف تو اس سے مباحثہ ہوا تھا۔ اور اس کا صدمہ دل پر ابھی باقی تھا۔ دوسری طرف وہیں کے پرائم منسٹر نے مجھے

حضرت اقدس کا پہلا اشتہار

دیا جس میں اس سوفسطائی کا ظاہر اور بیّن جواب تھا جونہی کہ پرائم منسٹر نے مجھے وہ اشتہار دیا میں فوراً اُسے لیکر اُسی عہدہ دار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دیکھو تمہاری وہ دلیل کیسی غلط اور ظنی ہے۔ اس وقت بھی ایک شخص نبوت کا مدعی موجود ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہ سُنکر وہ نہایت گھبرایا اور متحیر ہوکر بولا کہ اچھا دیکھا جاویگا۔

آپ رض کا قادیان آنا میں تو چونکہ مجھے ایک تازہ چوٹ اسی وقت لگی تھی فوراً اس اشتہار کے مطابق اس امر کی تحقیقات کے واسطے قادیان کی طرف چل پڑا۔ اور روانگی سے پہلے اور دوران سفر میں اور پھر قادیان کے قریب پہنچکر قادیان کو دیکھتے ہی نہایت اضطراب اور کپکپا دینے والے دل سے دعائیں کیں۔

جب میں قادیان پہنچا۔ تو جہاں میرا یکہ ٹھیرا وہاں ایک بڑا محراب دار دروازہ نظر آیا جس کے اندر چار پائی پر ایک بڑا ذی وجاہت آدمی بیٹھا نظر آیا۔ میں نے یکہ بان سے پوچھا کہ مرزا صاحب کا مکان کونسا ہے۔ جس کے جواب میں اُس نے اُسی رشائل مشہ داڑھی والے کی طرف جو اُس چار پائی پر بیٹھا تھا اشارہ کیا کہ یہی مرزا صاحب ہیں۔ مگر خدا کی شان اُس کی شکل دیکھتے ہی میرے دل میں ایسا انقباض پیدا ہوا کہ میں نے یکے والے سے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اور وہاں میں نے تھوڑی دیر کے واسطے بھی ٹھیرنا گوارا نہ کیا۔ اس شخص کی شکل ہی میرے واسطے ایسی صدمہ وہ تھی کہ جس کو میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ آخر طوعاً و کرہاً میں اس مرزا کے پاس پہنچا۔ میرا دل ایسا منقبض اور اس کی شکل سے متنفر تھا کہ میں نے السلام علیک تک بھی نہ کہی۔ کیونکہ میرا دل برداشت ہی نہیں کرتا تھا۔ الگ ایک خالی چار پائی پڑی تھی اسپر میں بیٹھ گیا اور دل میں ایسا اضطراب اور تکلیف تھی کہ جس کے بیان کرنے میں وہم ہوتا ہے کہ لوگ مبالغہ نہ سمجھ لیں

بہرحال میں وہاں بیٹھ گیا۔ دل میں سخت متحیر تھا کہ میں یہاں آیا کیوں۔ ایسے اضطراب اور تشویش کی حالت میں اُس مرزا نے خود ہی مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے نہایت روکھے الفاظ اور کبیدہ دل سے کہا کہ پہاڑ کی طرف سے آیا ہوں۔ تب اُس نے جواب میں کہا کہ آپ کا نام نورالدین ہے؟ اور آپ جموں سے آئے ہیں؟۔ اور غالباً آپ مرزا صاحب کو ملنے آئے ہوں گے۔ بس یہ لفظ تھا جس نے میرے دل کو کسی قدر ٹھنڈا کیا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ شخص جو مجھے بتایا گیا ہے مرزا صاحب نہیں ہیں۔ میرے دل نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ میں اس سے پوچھتا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں اگر آپ مجھے مرزا صاحب کے مکانات کا پتہ دیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اسپر اُس نے ایک آدمی مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا اور مجھے بتایا کہ اُن کا مکان اس مکان سے باہر ہے۔ اتنے میں حضرت اقدس نے اُس آدمی کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ نماز عصر کے وقت آپ ملاقات کریں۔ یہ بات معلوم کرکے میں معاً اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس جگہ نہ ٹھیرا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شریف انسان کسی شریف انسان کے مکان پر جاتا ہے اور سلام علیک تک کا روادار نہیں ہوتا باوجودیکہ صاحب مکان اس کی ہر طرح کی مدارات بھی کرتا ہے۔؟ آپ غور کریں کہ یہ کس قسم کے قلب ہیں جو ہمیں اللہ تعالےٰ نے عطا کئے ہیں

غرض عصر کے بعد

حکیم الامتہ رض کا ایک رویا حضرت اقدس تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا کہ میں ہوا خوری کے واسطے جاتا ہوں کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلینگے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ چنانچہ رستے میں مینے اپنا ایک رویا بیان کیا جس میں میں نے نبی کریم کو دیکھا تھا۔ اور عرض کیا تھا کہ کیا حضرت ابوہریرہ رض کو آپ کی احادیث بہت کثرت سے یاد تھیں؟ اور کیا وہ آپ کی باتوں کو ایک زمانہ بعید تک بھی نہیں بھولا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ مینے عرض کیا کہ کیا کوئی تدبیر ہوسکتی ہے کہ جس سے آپ کی حدیث نہ بھولے؟۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو میں تمہیں کان میں بتادیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنا مُنہ مبارک میرے کان کی طرف جھکایا اور دوسری طرف معاً ایک شخص نورالدین نام میرے خسر گردنے مجھے بیدار کردیا۔ اور کہا کہ ظہر کا وقت ہے آپ اُٹھیں۔

یہ ایک ذوقی بات تھی کہ میں نے مرزا صاحب کے سامنے اسے پیش کیا کہ کیوں وہ معاملہ پورا نہ ہوا؟۔ اسپر آپ کھڑے ہوگئے اور میری طرف منہ کرکے ذیل کا شعر پڑھا ۔

من ذرہ ز آفتابم ہم از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

پھر فرمایا کہ جس شخص نے آپ کو جگایا تھا اُسی کے ہم معنے کوئی آیت قرآن کریم کی ہے اور وہ یہ ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ غرض یہ تو ایک پہلا بیج تھا جو میرے دل میں بویا گیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی سادگی جواب اور وسعت اخلاق اور طرز ادا نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا۔

مجاہدہ میں اس وقت تو واپس چلا گیا۔ اور پھر جلدی آیا اور عرض کیا کہ آپ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے؟ اسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجاہدہ یہی ہے کہ عیسائیوں کے مقابل پر ایک کتاب لکھو۔ میں نے عرض کیا کہ بعض سوال اس قسم کے ہوتے ہیں جن میں الزامی جواب ہی دشمن کو خاموش کرتا ہے۔ لہذا اگر ان کے بعض اعتراضات میں صرف الزامی جواب دیا جاوے تو کیا آپ اس طریق کو پسند فرماوینگے؟ کیونکہ بعض اعتراض بہت ہی لاجواب ہوتے ہیں۔ تو فرمایا بڑی ہی بے انصافی ہوگی اگر ایک بات جکو انسان خود نہیں مانتا دوسرے کو منوانے کیواسطے تیار ہو۔ ہاں اگر کوئی ایسا ہی مشکل سوال اگر آپکے راہ میں آجاوے جس کا جواب ہرگز آپ کی سمجھ میں نہ آسکتا ہو

حل مشکلات کے لئے تو اُس کے واسطے یہ راہ مناسب ہے کہ اس کے جواب آپ اس سوال کو نہایت ہی خوشخط اور جلی قلم سے لکھکر اپنی اکثر اوقات نشستگاہ کے سامنے جہاں ہمیشہ نظر پڑتی رہے لٹکا دیا کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے خاص فضل سے وہ فیضان نازل فرمائے جس سے کسی بھی اسلامی صداقت کے متعلق آپ کو کوئی مشکل پیش آئی ہو۔ غرض اس طریق دعا کا میں کم و بیش پہلے ہی سے قائل تھا آج مجھے اس کی مضبوطی پیدا ہوگئی۔ حضرت اقدس نے پکا کر دیا۔ یہ بہت پرانی بات ہے پھر آپ کو میں کیا سناؤں کہ مجھے کس طرح سے اس مجاہدہ کرنے کے سامان میسر آگئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرا ایک ہم مکتب حافظ عیسائی ہو چلا۔ اور اُس نے عیسائیت کے متعلق مجھ سے مباحثہ کیا۔ اور پھر مجھے باوجود کثرت کاروبار کس طرح فرصت مل گئی۔ اور اس کتاب کے چھپنے کے لئے کس قدر مال مجھے ایسی جگہ سے مل گیا جہاں میرا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس کتاب کے چار جلد تھے نام اسکا فصل الخطاب تھا۔ خدا کی شان کہ صرف دو ہی جلد کے شائع ہونے پر میرا اس ہم مکتب حافظ دوست اور اور بھی جو اُسکے ساتھ شریک تھے اور بعض عجوبوں نے مجھے میری کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور خدا تعالیٰ نے میری اس محنت کو محض اپنے فضل سے قبول فرمایا۔ یہ میری پہلی ہی تصنیف تھی جسکے لکھنے کیلئے مرزا صاحب نے مجاہدہ کا حکم دیا تھا۔ اس بیج کا جو درخت بن سکتا ہے اب آپ اسکو سمجھ سکینگے۔ اور اگر نہ سمجھ سکیں تو پھر کبھی اگر چاہیں تو مجھے اطلاع دیں۔

دعا مدد

امتحان انٹرنس میں جو تین لڑکے یعنی گوہر دین (۲) خواجہ عبدالرحمٰن (۳) میاں فیض احمد زیر تجویز ہیں۔ وہ احباب سے بصد انکسار دعا کی التجا کرتے ہیں۔

نتیجہ امتحان الف۔ اے

خوشی کی بات ہے۔ کہ چوہدری فتح محمد صاحب اور بابو عبدالعزیز صاحب دو ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔

مراسلت

(رقم زدہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب)

پھر چلے آتے ہیں لوگو زلزلے آنے کے دن
زلزلے کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

مورخہ ۱۳ مارچ ساڑھے بارہ بجے رات کے جبکہ میں اپنے خیال میں محو ہو کر مضمون لکھ رہی تھی دفعتہً زلزلہ کا دھکا لگا پھر دوسرا جھٹکا ذرا آہستہ آیا (چونکہ میں جاگ رہی تھی میں نے اسے اچھی طرح محسوس کیا) خدا کی ہیبت نے اپنا نقشہ جمایا اور بے ساختہ یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاویں سورج مغرب سے نمودار ہو مگر فرستادہ خدا کی باتیں ہرگز ہرگز پورا ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔

مجھے حیرانگی بلکہ سخت حیرت آتی ہے جبکہ ہر ہفتہ کی اخبار میں کسی نہ کسی جگہ کا زلزلہ دیکھتی ہوں شاید ہی کوئی ہفتہ ہوگا جس میں زمین کے زیر و زبر ہونے کی خبر مندرج نہ ہو مگر جب انہیں اخباروں کے پچھلے پرچے دس پندرہ سال کے فائل اٹھا کر دیکھئے تو زلزلوں کی یہ بھرمار اور یہ ترقی ہرگز نظر نہیں آئیگی۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہیئت دان اور سائینس دان ان زلزلوں کے آنے کا کیا سبب بتلاتے ہیں۔ دونوں گروہ متفق ہو کر یہی جواب دیتے ہیں کہ زمین کے بخارات نکلنے یا کسی آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے آتے ہیں۔ ان الفاظ نے میرے دل پر اُلٹا اثر کیا۔ میری حیرت اور بھی ترقی کر گئی اور دل نے بے اختیار ہو کر سوال کیا کہ کیا زمین پچھلے سالوں میں (کسی خاص موقعہ کے واسطے) بخارات بند ہی کئے رکھتی تھی اور نہ ہی کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹتا تھا۔ یہ زمین اور پہاڑوں نے اپنا جمع کیا ہوا سرمایہ ہمارے حضرت اقدس کی تائید میں ہی کیوں اگلنا شروع کر دیا؟ اور الہامات کے پورا ہونے کا سامان خود ہی مہیا کر دیا؟ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ قرآن کریم جو کہ خدا کی کتاب اور سب علموں کا خلاصہ نچوڑ اور روح ہے وہ زلزلوں کے بارے میں کیا فرماتا اور آنے کا سبب کیا بتلاتا ہے۔ قرآن کریم کھولا تو یہ آیت نکلی۔

وقالوا یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین و فاخذتہم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین اور کہا انہوں نے اے صالح لے آ ہمارے پاس جو وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو پیغمبروں سے۔ پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس صبح کو اپنے گھروں میں اپنے زانو پر گرے ہوئے۔ اس خدا کا قانون جو مالک ارض و سما اور علام الغیوب ہے صاف بتلا رہا ہے کہ زلزلے مامور من اللہ کی مخالفت کے باعث ہی آتے ہیں جیسا کہ حضرت صالح کی قوم ان کے نہ ماننے کے سبب تہ و بالا کی گئی فارسلنا علیہم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون۔ ترجمہ پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے عذاب آسمان سے بہ سبب اس کے کہ تھے ظلم کرتے۔ فاخذھم العذاب و ھم ظلمون۔ ترجمہ۔ پس پکڑ لیا اُن کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے۔ ظالم لوگ اپنے نادانی کے نہ ماننے کے باعث شرک کی زنجیروں میں زیادہ جکڑے جاتے ہیں فرستادہ خدا کو جو کہ ایک خدا واحد کی بندگی کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کے ساتھ کئی کٹ حجتیاں کرتے ہیں جس کے باعث ان پر خدا کی پھٹکار پڑتی ہے فی طغیانہم یعمہون والا معاملہ پیش آ جاتا ہے وہ اپنے گناہوں میں دن بدن زیادہ ترقی کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ زمین ان کے گناہوں سے پُر ہو جاتی ہے اور وہ **خوف الٰہی سے کانپنے لگتی ہے**۔ ان زلزلوں کو خفیف سائینس سمجھنا چاہیئے بلکہ ان کو کسی آنے والی بڑی بھاری آفت کا پیش خیمہ خیال کرنا چاہیئے یہ خداوند ذوالجلال کی مہربانی ہے کہ ہم کو بار بار خواب غفلت سے بیدار کر رہے اور اشارتاً و کنایتاً سمجھا رہے ہیں اور اپنی کلام پاک میں بھی فرماتا ہے۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین ترجمہ کہہ سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کیسا ہوا انجام گناہگاروں کا۔ ہمیں بھی جلدی اپنی خبر لینی چاہیئے کہ مبادا ہم کو بھی وہ حضرت صالح کی قوم والا زلزلہ نہ پکڑے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ ترجمہ ہم جب تک کوئی رسول مبعوث نہ کر لیں۔ عذاب دینے والے نہیں۔ غور کا مقام ہے کہ اس زمانہ سے بڑھکر مصائب اور تکلیفیں کب نازل ہوئیں یہ سب آفات ارضی و سماوی اُس کے فرستادہ کی تکذیب کے باعث آ رہے ہیں یہ خدا کی شکر ہے اس کو عنایت الٰہی سمجھو کیونکہ اپنے فرستادوں کا معاون وہ خداوند ہو جاتا ہے جس نے کُن کے لفظ سے کارخانہ عالم کو بنا لیا جو کہ رب العالمین ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے پیارے اور سچے مسیح مرزا صاحب کی عزت برقرار رکھیگا اس کے دشمنوں کو ہمیشہ ذلت اور خواری کی مار دیگا۔ اور ان کا قد خلت من قبلکم سنن۔ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ترجمہ تحقیق گذرے ہیں پہلے تم سے راہیں پس سیر کرو بیچ زمین میں دیکھو کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا اس کے جھٹلانے والے ہمیشہ ہی نامرادی اور ناکامی کی موت سے مریں گے۔ جیسا کہ کلام عزیز خود بیان فرما رہی ہے اور توجہ دلا رہی ہے۔ اور یہ آزمایش شدہ نسخہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ کہ تم دنیا کی سیر کرو تاکہ تمہیں پتہ لگے کہ مامور من اللہ کی مخالفت کرنے والے کیسے تباہ برباد ہوئے گویا کہ یہ ایک مجرب نسخہ ہے جیسا کہ سنکھیے کی تاثیر ہلاکت ہے جیسا اس کے کھانے والا مر جاتا ہے کیونکہ وہ مجرب چیز ہے ایسا ہی یہ بھی مجرب نسخہ ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند کریم عز و علا ہر ایک کو اس گناہ عظیم سے بچاوے آمین ثم آمین۔ (راقمہ عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی)

فتوائے کفر کی تجدید

آجکل ایک تازہ کفر نامہ جالندھر سے شائع ہوا ہے جس پر بڑے زور شور سے پشاور سے لیکر مدراس تک نام کے علماء نے ایک دوسرے سے بڑھکر بڑھکر اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔ ہم تو اس کو اپنے واسطے موجب برکات اور فیضان الٰہی کے نزول اور نصرت ایزدی کا باعث یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ سالہائے دراز کا تجربہ بتاتا ہے کہ جب جب دشمنوں کی طرف سے شرارت اور دکھ پہنچانے کی کوئی کوشش ہوئی ہے تب ہی خدا کی نصرت اور فیضان و برکات کا نزول بھی بڑے زور سے خدا کے مرسل صادق علیہ الف الف صلواۃ والسلام کے شامل حال ہوا کیا ہے۔ اور جس رنگ میں کوئی خدا کے فرستادہ کی مخالفت کے لئے اٹھا ہے اُسی رنگ منہ کی کھا کر ندامت و ذلت کے اندھیر گھپ گڑھے میں گرا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اس رنگ میں ایک فتویٰ تیار کیا گیا تھا اور ایک حزب الشیطان نے مامور سلطانی مرسل یزدانی کے سامنے اپنی ایک فہرست پیش کی تھی۔ جس میں سے خدا کے غضب اور قہر کی آگ نے بعض کو تو خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق کر کے حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اور بعض کو جن میں مادہ رشد اور سعادت تھا محض اپنے فضل سے ہدایت بخشی اور ایک گروہ کو محض اپنی رحمت اور لطف سے ایک عرصہ کے واسطے ڈھیل دی تاکہ وہ دوسروں کے حالات سے عبرت پکڑیں۔

اب پھر تازہ بتازہ ایک فہرست اپنے ناموں کی ان لوگوں نے خدا کے مامور و مرسل کے حضور پیش کی ہے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو پہلے انبیاء کے مکذبوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا اور جو بعض پہلی فہرست والوں کے ساتھ ہوا۔ اس فتویٰ کے متعلق

حضرت اقدسؑ

نے فرمایا کہ تقویٰ کی یہ شرط تھی کہ یہ لوگ جلدی نہ کرتے۔ اور اگر اب تک بھی باوجودیکہ ہزارہا نشانات ارضی و سماوی ہماری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک لمبا زمانہ جو کہ آنحضرتؐ کی نبوت کے زمانہ کے برابر ہے ہم نے پالیا ہے جو کہ کبھی کسی مفتری کو نہیں ملتا۔ ان کو ہمارے متعلق شبہات تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ یہ ایک جماعت بن کر ہمارے پاس آتے اور اپنے تمام شبہات پیش کرتے اور ایک بارگی تمام بخار نکال دیتے۔ پوری تحقیقات کے بعد ان کا حق تھا کہ ہمیں کچھ کہتے۔ متقی کی شان سے بعید ہے کہ بغیر پوری تحقیق کے محض جوش نفس کے باعث حد سے بڑھ جاوے۔ لاتقف ما لیس لک بہ علم

فتویٰ ہیں بڑا زور اس بات پر دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ سے بڑھ کر بنتے ہیں۔ مگر خدا جانے ان کی عقلوں پر تعصب کے کیسے پردے پڑ گئے ہیں۔ قرآن شریف میں حضرت مسیحؑ کے متعلق یہی لفظ ہیں ومن المقربین۔ یہ تو نہیں فرمایا ھو المقرب۔ مقربان بارگاہ کے ضمن میں ایک حضرت عیسیٰ بھی ہیں۔ حصر کہاں سے نکال لیتے ہیں۔ ترقیات کا دروازہ خدا نے تو بند نہیں کیا۔ اگر یہ دروازہ بند ہو جاتا تو یقیناً دنیا کا بھی خاتمہ ہی ہو جاتا۔

خطبہ جمعہ مسجد اقصیٰ

(از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۷-اپریل ۱۹۰۸ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سورۃ اخلاص تمام تر نماز کے بعد جو وظائف مقرر ہیں ان میں سے چاروں قل۔ آیۃ الکرسی۔ اور تسبیح۔ تحمید۔ اور تکبیر کے اذکار بھی ہیں۔ قل یا ایھا الکفرون کے متعلق پچھلے جمعہ کے خطبہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ آج اس مختصر سورۃ کے معانی سنائے جاتے ہیں۔ اس سورۃ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ

سورۃ ثواب میں قرآن شریف کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔ یہ بات بالکل سچی اور بہت ہی سچی ہے۔ اس واسطے کہ قرآن شریف مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کے معاملات دنیوی امور یعنی اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی اور بعد الموت یعنے قیامت کے متعلقہ مضامین پر۔ اس سورۃ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے صفات اور اس کی ذات کے متعلق ہی ذکر ہے اس طرح سے بلحاظ تقسیم مضامین یہ سورۃ قرآن شریف کے ثلث کے برابر ہے۔ یعنے قرآن کریم کے تین اہم اور ضروری مضامین میں سے ایک مضمون کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سورۃ فاتحہ سے جو کہ قرآن شریف کی کلید اور ام الکتاب ہے شروع ہوئی ہے۔ اور یہ ام الکتاب ضالین پر ختم ہوئی ہے۔ ضال کہتے ہیں کسی سے محبت بے جا کرنے کو۔ یا جہالت سے کام لینے اور سچے علوم سے نفرت اور لاپرواہی کرنے کو۔ صرف دو شخص ہی ضال کہلاتے ہیں ایک تو وہ جو کسی سے بیجا محبت کرے۔ دوسرا وہ جو سچے علوم کے حصول سے مضائقہ کرے۔

انسان ہر روز علم کا محتاج ہے

سچائی انسان کے قلب پر علم کے ذریعہ سے ہی اثر کرتی ہے۔ پس جو علم نہیں سیکھتا اس پر جہالت آتی ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے جس سے انسان اچھے اور برے مفید اور مضر نیک اور بد حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ضال نصاریٰ ہیں۔ دیکھ لو انھوں نے اپنی آسمانی کتاب کو کس طرح اپنے تصرف میں لا کر ترجمہ در ترجمہ۔ ترجمہ در ترجمہ کیا ہے کہ اب اصل زبان کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ صاف بات ہے کہ ترجمہ تو خیال ہے مترجم کا۔ غرض علوم الٰہی اور کتب سماوی میں انھوں نے ایسا تصرف کیا اور جہالت کا کام کیا ہے کہ وہ اصل الفاظ اب ملنے ہی محال ہیں۔

دوسری طرف حضرت مسیحؑ کی محبت میں اتنا غلو کیا ہے کہ ان کو خدا ہی بنا لیا۔ اور اس سورۃ میں اس قوم نصاریٰ کا ذکر ہے اور یہ سورۃ قرآن شریف کے آخر میں ہے۔ اور یہ ضال کی تفسیر ہے اور ضال کا لفظ ام الکتاب کے آخر میں ہے۔ پس اس طرح سے ام الکتاب کے آخر کو قرآن کے آخر سے بھی ایک طرح کی مناسبت ہے۔

ایک صحابیؓ جو کہ میرا اپنا خیال ہے کہ غالباً وہ عیسائیوں کے پڑوس میں رہتا ہوگا وہ اس سورۃ کا ہر نماز میں التزام کیا کرتا تھا۔ بلکہ خود آنحضرتؐ نے بھی اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپؐ صبح کی سنتوں میں غالباً زیادہ تر قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد (اخلاص) ہی پڑھا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز (جو کہ جہری نماز ہے) میں بھی اول رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد (اخلاص) اکثر پڑھا

کرتے تھے۔ وتروں میں بھی آنحضرتؐ کا یہی طریق تھا۔ چنانچہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ دوسری میں قل یا ایھا الکفرون۔ اور تیسری میں قل ھو اللہ احد (اخلاص) بہت پڑھا کرتے تھے۔ غرض نماز کے اندر اور نماز کے علاوہ اوراد میں اس سورۃ شریفہ کی

بڑی فضیلت آئی ہے

قل ھو اللہ احد۔ تو کہہ دے (وہ جو اس کا کہنے والا ہے) اللہ ہے اور وہ واحد ہے۔ ساری ہی صفات کاملہ سے موصوف اور ساری بدیوں سے منزہ ذات بابرکات ہے۔

یہ پاک نام اور اس کے رکھنے کا فخر صرف عربوں ہی کو ہے۔ اللہ کا لفظ انھوں نے خالص کر کے صرف خدا کے واسطے خاص رکھا ہے۔ اور ان کے کسی معبود بت۔ دیوی دیوتا پر انھوں نے یہ نام کبھی بھی استعمال نہیں کیا۔ مشرک عربوں نے بھی اور غیر عربوں نے بھی بجز خدا کی ذات کے اس لفظ کا استعمال کسی دوسرے کے حق میں نہیں کیا خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور واجب التعظیم ان کا کیوں نہ ہو۔ یہ فخر بجز عرب کے اور کسی ملک اور قوم کو میسر نہیں۔

زبان انگریزی سے میں خود تو واقف ہوں نہیں مگر لوگوں سے سنا ہے کہ اس زبان میں بھی کوئی مفرد لفظ خاص کر کے خالصاً للہ نہیں ہے۔ ہر لفظ جو وہ خدا کے واسطے بولتے ہیں وہ ان کی زبان کے محاورے میں اوروں پر بھی بولا جاتا ہے۔

سنسکرت میں تو میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ اول ہی اول جو ان کی کتابوں میں خدا کا نام رکھا گیا ہے وہ اگنی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگنی آگ پر بھی بولا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور اور جو نام بھی ویدوں میں پرمیشر پر بولے ہیں وہ سارے کے سارے ایسے ہی ہیں کہ جن کی خصوصیت خدا کے واسطے نہیں بلکہ وہ سب کے سب اور دیوی دیوتاؤں وغیرہ پر بھی بولے جاتے ہیں۔

یہ فخر صرف اسلام

ہی کو ہے کہ خدا کا ایسا نام رکھا گیا ہے کہ جو کسی معبود وغیرہ کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ احد وہ اللہ ایک ہے۔ نہ کوئی اس کے سوا معبود اور نہ اس کے سوا کوئی تمہارے نفع و ضرر کا حقیقی مالک ہے۔ کاملہ صفات سے موصوف اور ہر بدی سے منزہ اور ممتاز و پاک ذات ہے۔

اللہ الصمد۔ اللہ ہے۔ صمد کہتے ہیں جس کی طرف اُن کی احتیاج ہو اور خود وہ نہ محتاج

نہ ہو - صمد سردار کو کہتے ہیں - اور صمد اس کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر سے نہ کچھ نکلے - اور نہ اُس میں کچھ گھُسے - یہ ایسا پاک نام ہے کہ انسان کو اگر اللہ تعالیٰ کے اس نام پر کامل ایمان ہو تو اس کی ساری حاجتوں کے لئے کام کافی اور سارے دُکھوں سے نجات کے سامان ہو جاتے ہیں - مَیں خود تجربہ کہتا ہوں اور اس امر کی عملی شہادت دیتا ہوں کہ جب صرف اللہ ہی کو محتاج الیہ بنا لیا جاتا ہے تو بہت سے ناجائز ذرائع اور اعمال مثلاً کھانے - پینے - مکان - مہمانداری - بیوی بچوں کی تمام ضروری حاجات سے انسان بچ جاتا ہے - جوں جوں دنیا خدا سے دور ہو کر آمدنی کے وسایل سوچتی ہے اور دنیوی آمد میں ترقی کرتی جاتی ہے توں توں

قدرت اور منشاء الٰہی

ان آمدنیوں کو ایک خرچ کا کیڑا بھی لگا دیتا ہے - گھر کی مستورات سے ہی لو اور پھر غور کرو کہ اس قوم نے کس طرح محنت اور کاروبار خانگی سے دست برداری اختیار کی ہے - چرخہ کاتنا یا چکی پیس کر گھر کی ضرورت کو پورا کرنا تو گویا اس زمانہ میں گناہ بلکہ کفر کی حد تک پہنچ گیا ہے - کام کاج اچھو کہ دراصل ایک مفید ورزش تھی جس سے مستورات کی صحت قائم رہتی اور دودھ صاف ہو کر اولاد کی پرورش اور عمدہ صحت کا باعث ہوتا تھا تو یوں چھوٹا - اخراجات یہ ایسی ترقی ہوئی کہ آجکل کے لباس کو دیکھ کر مجھے تو بارہا تعجب آتا ہے ایسا نکما لباس ہے کہ دس پندرہ دن کے بعد وہ نکما محض ہو کر خادمہ یا چوہڑی کے کام کا ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرت کہ پھر وہ چوہڑی بھی اُس سے بہت عرصہ تک مستفید نہیں ہو سکتی - وہ کپڑے کیا ہوتے ہیں وہ تو ایک قسم کا مکڑی کا جالا ہوتا ہے جس میں بیٹھ کر وہ شکار کرتی ہے -

پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور خطرناک گھن لگا ہوا ہے وہ یہ کہ اشیاء خوردنی کا نرخ بھی گراں ہو رہا ہے - ہر چیز میں گرانی ہے اگر آمدنی کی ترقی ہوئی تو کیا فایدہ ہوا دوسری طرف خرچ کا بڑھاؤ ہو گیا - بات تو وہیں رہی -

ہمارے شہر کا ذکر ہے کہ ایک قوم ۴ روز کے حساب سے ایک … مزدوری کیا کرتی تھی - ایک دفعہ انھوں نے مل کر یہ منصوبہ کیا کہ بجائے ۴ دن کے ۵ دن میں روپیہ لیا کریں اور جو شخص ہم میں سے اس کی خلاف ورزی کرے اُس کی سزا یہ ہے کہ اُس کی عورت کو طلاق - مگر خدا کی قدرت وہ کام نہ چل سکا اور آخر مجبوراً اُن کو فتویٰ لینا پڑا کہ اب کیا کریں - مُلاں کے پاس گئے تو اُس نے کہہ دیا کہ ہماری مسجد میں چند روز مفت کام کرو جواز کی راہ نکال دونگے - غرض ایک تو وہ وقت تھا اور ایک اب ہے کہ وہ روپیہ روز بالبعض سوا روپیہ روزانہ کماتے ہیں - اور عجیب بات یہ ہے کہ کام بھی اُس وقت کی برابر عمدہ اور مضبوط نہیں اور مقدار میں بھی اس وقت سے کم ہے - اس وقت وہی لوگ اسی مزدوری میں انجینرنگ اور نقشہ کشی کرتے تھے اور وہی عمارت کا کام کرتے تھے مگر اب ان کاموں کے واسطے الگ ایک معقول تنخواہ کا ملازم درکار ہے -

میرے والد صاحب

ایک قسم کی لنگی (کھیس) پہنا کرتے تھے (دروہ کپڑا گھر کا بنایا ہوا ہوتا تھا - اُن میں تلا ضرور ہوتا تھا - ہماری بہنوں کو فخر ہوا کرتا تھا کہ ہم اپنے والد صاحب کے پہننے کی لنگی اپنے ہاتھوں سے تیار کرتی ہیں -

غرض ایک وہ وقت تھا کہ آمدنیاں اگرچہ کم تھیں مگر بوجہ کسب حلال ہونے کے بابرکت تھیں - اور ایک یہ زمانہ ہے کہ (دراصل اگر غور کیا جاوے تو آمدنیاں کم مگر خرچ زیادہ ہیں -) آمدنی بڑھی تو خرچ بھی ساتھ ہی ترقی کر گیا کیونکہ بوجہ زیادتی اخراجات سنتے لوگ اکثر ادھر اُدھر سے آمدنی کے بڑھانے کے واسطے بہت قسم کے ناجائز وسایل اختیار کرتے ہیں - اکثر یہی کوشش دیکھی گئی ہے کہ روپیہ آجاوے اس بات کی پروا نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام یہی وجہ ہے کہ وہ بے برکت ہوتا ہے)

تعلیم کا حال دیکھ لو کیسی گراں ہو گئی ہے - حتیٰ کہ گورنمنٹ جو ترقی تعلیم کی ازبس مشتاق اور حریص تھی اُسے ایسی مشکلات آگئیں کہ اب وہ لڑکوں کے پاس کرنے میں مضائقہ کرتی ہے - اور اس فکر میں ہے کہ کسی طرح یہ سلسلہ کمی پر آجاوے اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گی اور ضرور ہو گی کیونکہ خدا کو جب تک اُن کی سلطنت منظور ہے جب تک اُن کی نصرت بھی کرے گا -

غرض یہ کہ اگر اپنی چالاکی اور ناجائز تدابیر اور ناجائز ذرائع سے مالوں کو بڑھانے کی کوشش کروگے تو دوسری طرف خدا اس کو خاک میں ملا جاوے گا - اس وقت ایک واقعہ مجھے یاد آگیا ہے کہ ایک شخص نہایت خوبصورت صندوق جس میں مختلف قسم کے رنگا رنگ کوئی سرخ - کوئی سفید کوئی زرد قسم کے ٹکڑے کانچ کے تھے ایک رئیس کے پاس لایا - اور پیش کیا کہ آپ اس کو خرید لیں - مگر وہ رئیس بڑا عقلمند تھا - اگرچہ مشرک تھا اور مشرک عقلمند نہیں ہوتا - مگر ایک قسم کی جزوی عقل تھی - وہ بات کو سمجھ گیا اور کہا کہ یہ شخص تجربہ تو نہیں ہے اس کو دھوکہ لگا ہے - اگر تجربہ ہوتا تو اس کو میرے پاس آنے کی اس طرح جرأت نہ ہوتی - یہ سوچکر اُس سے کہا کہ میں ان کو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا البتہ یہ ایک ہزار روپیہ تم کو دیا جاتا ہے اس بات کے بدلے کہ تم نے ایسی نایاب چیز ہمیں دکھائی - وہ شخص بہت خوش ہو گیا - پھر میں نے اُس سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم چند روز یہیں ٹھہر جاؤ - پھر ایک دو دن بعد بلوا کر پوچھا کہ تم نے یہ صندوق کہاں سے لیا - اُس نے سارا ماجرا کہہ دیا کہ جب دہلی کے غدر کے موقع پر افراتفری پڑی تو میں نے سُنا ہوا تھا کہ بادشاہ اپنے پاس اس قسم کا ایک مختصر صندوقچہ رکھا کرتے ہیں کہ وقت ضرورت کام آوے تو مَیں سب سے پہلے قلعہ میں کودا اور یہ صندوقچہ لے بھاگا - رئیس کو یقین آگیا کہ واقعی یہی بات ہے - مگر اس شخص کے ساتھ کہیں دھوکا کیا گیا ہے - اس نے پوچھا تو پھر سارا ماجرا بیان کرو کہ یہاں آنے تک اور کیا کیا باتیں پیش آئیں - تو اس پر اُس شخص نے بیان کیا کہ رستے میں ایک اور شخص بھی میرا ہمسفر ہوا اور اُس کے پاس بھی ایک صندوق تھا - اور وہ یہی تھا - اثنائے راہ میں وہ گاہ گاہ مجھے کھول کر اپنا صندوقچہ دکھایا بھی کرتا تھا اور ذکر کرتا تھا کہ مَیں نے بھی دہلی کی افراتفری میں حاصل کیا ہے - مگر چونکہ اُس کا صندوقچہ میرے سے عمدہ تھا اور اُس کا مال بھی میرے مال سے اچھا تھا اور پھر وہ گاہ گاہ میرے حوالہ کر کے چلا بھی جاتا تھا اور میرا اعتبار کرتا تھا مَیں اُس کا اعتبار نہ کرتا اور نہ ہی صندوقچہ اُسے کھول کر دکھاتا - آخر ہوتے ہوتے مجھے اُس کا صندوقچہ پسند آیا مَیں نے موقع پا کر اپنا تو پھینک دیا اور اُس کا صندوقچہ لے بھاگا جو میرے خیال میں میرے والے بکس سے عمدہ اور عمدہ مال والا تھا - اور یہ وہی صندوقچہ ہے جو مَیں نے اُس شخص کا حاصل کیا اور اپنا اُس کے واسطے چھوڑا - یہ سارا واقعہ سُننے کے بعد اس رئیس نے اُس سے کہا کہ اب وہ ہزار روپیہ تو ہم تمہیں دے چکے اور وہ تمہاری محنت کا پھل تھا جو تمہیں مل گیا - مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ معمولی جھاڑ فانوس کے ٹکڑے ہیں چاہو ان کو رکھو اور چاہو پھینک دو یہ کسی کام کے نہیں ہیں - اور روشنی کے داروغہ کو بلوا کر اُسے ویسے ہزاروں ٹکڑے بتا دئے - یہ دیکھ کر اُس بیچارے کی آنکھیں کھلیں اور اپنے کئے پر پچھتایا - رئیس نے کہا کہ خدا رحیم کریم ہے اُس نے تمہاری محنت بالکل ضائع بھی نہ کی اور سزا بھی دے دی کہ تم نے چالاکی سے عمدہ مال حاصل کرنا چاہا تھا - اُلٹا اس حرص سے ایک گناہ بھی کیا اور اصل مال بھی برباد کیا - اُس کا جو حال ہوا ہو گا اُس کا ہمیں علم نہیں -

غرض انسان چاہتا ہے کہ مَیں چالاکی اور دھوکہ سے کامیاب ہو جاؤں مگر خدا اس کو عین اُسی رنگ میں سزا دیتا ہے اور ناکام کرتا ہے جس رنگ میں خدا کو ناراض کر کے فایدہ اُٹھانا چاہتا ہے - یہ قصہ کہانی نہیں بلکہ ایک واقعہ کا بیان کیا گیا اور عقلمند اس سے عبرت پکڑتے ہیں - مَیں نے یہ ایک بات کہی ہے تم اس سے اصل حقیقت کی طرف چلے جاؤ -

اللّٰہ الصمد - حقیقت میں وہی محتاج الیہ

۔ اور انسان الٹی طرف کھنچا جاتا ہے جو اس کو ناجائز وسایل سے اُن مطالبات کا …

ہے -

لم یلد - اس کا کوئی بچہ نہیں - کیونکہ وہ صمد ہے - اور بچہ لینے کے واسطے بیوی کی حاجت ہوتی ہے پس وہ لم یلد ہے کیونکہ وہ صمد ہے - خدا کا ولد ماننے میں نہ تو خدا کی صفت صمد ہی رہتی ہے اور نہ صفت احد ہی قائم رہ سکتی ہے - کیونکہ بچے کیواسطے بیوی کی حاجت لازمی ہے اور پھر بیوی اُسی جنس اور کف کی چاہیئے تو احد بھی نہ رہا - غرض یہ بالکل سچ ہے کہ لم یلد ہے وہ ذات پاک -

و لم یولد - اور وہ خود بھی کسی کا بیٹا نہیں کیونکہ اس میں بھی والدین کی احتیاج لازمی اور کف ضروری ہے - پس وہ صمد ہے - صمد ہے - لم یلد ہے اور لم یولد اور لم یکن لہ کفوًا احد ذات ہے -

دیکھو میں پھر کہتا ہوں اور درد دل سے نصیحت کرتا ہوں کہ **اللّٰہ صمد** ہے - اُسی کو اپنا محتاج الیہ بنائے رکھو - کھانے پینے پہننے عزت اکرام صحت عمر علم بیوی بچے اور اُن کی تمام ضروریات کے واسطے اُسی کی طرف جھکو - میں اللہ کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب انسان خدا کو اپنا محتاج الیہ یقین کر لیتا ہے اور اس کا کامل ایمان ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس انسان کو کسی انسان کا محتاج نہیں کرتا - میں اپنا ہر روزہ تجربہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ صمد ہے

اُسی پر ناز کرو

خدا کو چھوڑ کر اگر مخلوق پر بھروسہ کر دگے تو بجز ہلاکت کچھ حاصل نہ ہوگا - میں نصیحت کے طور پر تم کو یہ باتیں درد دل سے اور سچی تڑپ سے کہتا ہوں کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ہر ایک ذرہ اُس کے اختیار اور تصرف میں ہے -

لم یکن لہ کفوًا احد - کوئی رسول ہو خواہ نبی ولی ہو یا کوئی غوث و قطب کوئی بھی اس کے لگے کا نہیں کوئی بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا - سب اسی کے محتاج ہیں اور تم اُسی کے نور سے روشنی حاصل کرنیوالے ہیں اور اُسی سے فیض پا کر دنیا کو پہنچاتے رہتے ہیں - وہی ان سب کے کمال و فضل اور حسن و احسان کے انوار کا منبع اصلی ہے - پس جب ایسا خدا موجود ہے تو پھر ایک مومن انسان کو کیا غم ہے ؟ اور کونسی خوشی اُس کی باقی رہ گئی ہے ؟

حضرت اقدسؑ فرمایا کرتے ہیں کہ کسی کو اپنے مال پر خوشی ہوتی ہے کسی کو یار دوستوں پر مگر مجھے یہ خوشی کافی ہے کہ

میرا خدا قادر خدا ہے

مگر یہ باتیں ایمان - یقین - فکر اور تدبر کو چاہتی ہیں - اور اس بات کو چاہتی ہیں کہ انسان ہمیشہ رہنے کیواسطے نہیں بنایا گیا - کسی کو کیا علم ہے کہ میں کل رہونگا یا نہیں - اس واسطے میں جب کبھی وعظ کرنے کھڑا ہوتا ہوں تو ہمیشہ آخری وعظ سمجھکر کرتا ہوں - خدا جانے پھر کہنے کا موقع ملیگا یا نہیں - (اللہ تعالیٰ توفیق دے عمل کی - آمین)

چائے کے بعد

ایک دوست نے سوال پوچھا تھا کہ صلوٰۃ اور برکات تو سمجھے مگر یہ جو قرآن شریف میں آیا کہ **سلموا تسلیما** سلام اور تسلیم کیا ہے ؟

اس کے واسطے یاد رکھنا چاہیئے کہ آں حضرت صلعم ایک دین لائے تھے - جس کا نام اسلام ہے اور وہ حقیقی خوشی راحت اور خوشحالی کی جڑ - اور سرچشمہ ہے - اس کی تعلیم پر چلنے سے انسان ہر دکھ سے نجات پاتا اور ہر سکھ اُسے میسر ہوتا ہے - دیکھو میں بہت بڑی عمر پا چکا ہوں اور اب بڈھا ہو گیا ہوں اس لئے میری شہادت اس امر میں کافی ہے -

قاعدہ ہے کہ ہر انسان کو ضرورتیں ہوتی ہیں - اور کچھ اسکے ارادے اور خواہشات ہوتی ہیں کبھی کبھی انسان کو ان کے پورا کرنے کی کوششوں میں غلط کارروائی کی وجہ سے تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں - اور بجائے نفع کے نقصان بھگتنا پڑتا ہے - جتنی جتنی کوئی چیز نازک اور عظیم الشان ہوتی ہے - اتنا ہی اُسے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے - دیکھو -

اسلام بڑا نازک اور عظیم الشان

مذہب ہے - اس لئے اسے نقصان کا اندیشہ بھی زیادہ ہے - خود قوم کی حالت اور نمونے کا اسیر اثر ہوتا ہے - افراد کی حالت سے قیاس کر لیا جاتا ہے مسلمان کیسے ذلیل - مفلس اور محتاج ہیں - پھر یہ کیسے کیسے منصوبے کرتے ہیں - ان میں حد درجے کی کمزوریاں اور سستیاں اور کاہلی موجود ہے - فاسق فاجر اور بدمعاش اُچکے ان میں بھرے پڑے ہیں - جیل ان سے بھرے ہوئے ہیں پھر بھی جھوٹا فخر - تکبر - بڑائی اور شیخی ایسی کی جاتی ہے کہ گویا تیس مار خان یہی ہیں - ذرا ذرا سی بات میں وحشی بن جاتے ہیں - اور جھوٹے فخر کرتے ہیں کہ تمام دنیا نے جو کچھ سیکھا ہے اسلام سے سیکھا ہے - اچھا اگر دنیا نے اسلام سے سیکھا ہے تو تم نے اسلام سے کیا سیکھا اور دنیا نے سیکھ لیا تو تم نے کیوں نہ سیکھا - غرض ان بد اخلاقیوں اور افراد کے رزائل اور ردی حالت سے خود اسلام پر اعتراض اور دھبہ آتا ہے اور دشمنوں کے حملے ہوتے ہیں اور اور قوموں کو ایسے بُرے نمونے سے نفرت پیدا ہوتی ہے - اسی واسطے مسلمان کو حکم ہے کہ آپ کے واسطے تسلیم مانگے - کہ آپ کا دین - آپ کے ارادے اور آپ کی تمام آرزوئیں ہر طرح سے محفوظ و مصئون رہیں - اور کبھی کسی میں کوئی نقص یا کمزوری اور دھبہ نہ آوے - آمین -

نقطۂ معرفت

حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا جب انتقال ہوا ہے اس زمانہ میں آپ جموں تشریف رکھتے تھے - اور آپ کا دوسرا نکاح ہو چکا ہوا تھا - آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات پر صاحبزادہ پیر **افتخار احمد** صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک خط جس میں یہ لکھا کہ "ہمیں آپ کی والدہ ماجدہ کے فوت ہو جانے سے بہت رنج ہوا - پھر خود ہی یہ سوال پیدا کیا کہ آپ کہینگے کہ مجھے کیا رنج ہوا - میں نے اُن کو دیکھا نہیں - اُن سے کوئی ایسا تعلق نہیں تو پھر رنج کیا ؟ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آپ کا اور ہمارا ایک تعلق ہوا ہے - اور آئندہ آپ کے اور ہمارے دکھ اور سکھ کا اشتراک پیدا ہو گیا ہے - **والدہ** انسان کی انسان کے واسطے **سپر** ہوتی ہے - چونکہ کوئی انسان ایسا نہیں کہ اُس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو یعنی ہر انسان سے کچھ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں - اور غلطی کی سزا لازمی ہوتی ہے - مگر جب کسی انسان کی والدہ زندہ اور حیات ہو تو اُس کی دعائیں اس کی اولاد کے واسطے **سپر** کا کام کرتی رہتی ہیں - اب چونکہ وہ سپر تو آپ کے سر سے اُٹھ گیا ہے لہٰذا اندیشہ ہے - اچھا اب کچھ ہم چوکس ہوں گے - اور کچھ آپ چوکس ہو جاویں"۔ حضرت مخدومنا المکرم مولانا المعظم فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ایک نکتہ تھا کہ اس سے پہلے نہ ہم نے کسی کتاب میں دیکھا اور نہ کسی سے سنا - اس سے باریک در باریک علوم کی طرف انتقال ذہن ہو گیا -

یہ واقعی بات ہے کہ انسان کیواسطے والدین کی دعائیں سپر ہوتی ہیں - حدیث شریف میں آیا ہے کہ والدین کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی مقبول ہوتی ہے - غرض بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جسکے واسطے کسی دردمند دل کی سچی تڑپ اور جوشیلی دعائیں خدا کے حضور پیش ہوتی ہوں - انسان خود ایسا غافل ہے کہ بعض اوقات اسے علم بھی نہیں ہوتا اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا - تو جب علم ہی نہیں تو علاج کس طرح کرے گا - ایسی حالت میں خود تو غافل ہے - اگر والدین یا دردمند دوستوں یا بزرگوں کی دعائیں بھی اسکے شامل حال نہوں تو پھر ہلاکت میں دیر ہی کیا ہے -

بعض اوقات انسان پر مصائب اور شدائد آتے ہیں اور وہ نتیجہ ہوتے ہیں اس کی باریک در باریک اور مخفی کمزوریوں اور غلط کاریوں کا جو اس سے حالت غفلت میں سرزد ہوئی ہیں تو بعض اوقات اس غفلت اور کم علمی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان خدا پر بدظنی کرتا اور خدا کو ظالم ٹھیراتا ہے کیونکہ اس سزا کے اصل باعث سے نا واقف ہوتا ہے اسواسطے یہ ابتلا بعض اوقات انسان کو ہلاک اور دہریہ بنا دیتا ہے - پس ہمیشہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے کوئی دردمند دوست بزرگ یا والدین کی دعائیں جاری رکھے اور سارے گناہ ما اعلم و ما لا اعلم کی سزا سے بچاوے - بڑا ہی خوش قسمت انسان وہ ہے جسکے واسطے کوئی ناصح مشفق ہو جو اسے اس کی کمزوریوں سے مطلع کرتا رہے - اور پھر بڑا ہی مبارک وہ انسان ہے جسکو ایسے دوست یا مربی نصیب ہوں جو درد دل سے غیبوبت میں اس کے واسطے درد دل سے دعائیں کریں -

دُرود از درد

درود بر جناب مصطفےٰ — و ہد آئینہ دل را جلائے
ز رہ ہر مشکلے آسان گردد — علاجے بہر دفع ہر بلائے
مقام حمد را دریافت احمدؐ — محمدؐ گفت اورا کبریائے
بجنبید یکے غیرت بنام — کہ احمدؐ شد محمدؐ را سزائے
بیا اے دل بگو الحمد للہ — محمدؐ گشت مارا رہنمائے
بکوشش شلے غلمان احمدؐ — کہ احمدؐ شد محمدؐ را فدائے
دل آخرے رانسنے ہست — شدا احمد از محمدؐ رونمائے
بسوز خاطر آشفتہ حالے — بروں آر از درون دل صدائے
بخواں صلوات بر آل محمدؐ (مسیح موعود) — ز روروال بکن شورو بکائے
ادب دارا اے دل ترساں نگہدار — بیاد مجلس آں بادشائے
بحرمت ایستادہ دست بستہ — بکن در حضرت او التجائے
مسیح احمد و مہدی امت — خدارا بہرمن ہکن دعائے
تنہا ایں حامدؔ خود را تو بنواز — کہ آمد بر درت مسکیں گدائے

طالب دعا عاجز حامد سیالکوٹی

گلدستہ اخبار

انجمن احمدیہ لاہور کا جلسہ - منقول از پیسہ اخبار - بارہ وفات کا جلسہ: - بسرپرستی انجمن احمدیہ لاہور احمدیہ بلڈنگز واقع سڑک کیلوں والی بمبر بتاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۴ اپریل منعقد ہوا - صدر جلسہ خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے ایل - ایل - بی تھے - علاوہ مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے حضرات بھی شریک تھے - میاں عبدالعزیز صاحب اور بابو غلام محمد صاحب نے نعت پڑھی - مولوی صدرالدین بی - اے - بی - ٹی پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل - ایم - ایس کی تقریریں بہت پسند کی گئیں - آخر میں صدر جلسہ نے بھی تقریر کی -

دل آزار - کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ بمبئی یونیورسٹی کو ایک کتاب کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جس نے مسلمانوں کی مذہبی فیلنگز کی قدر کرکے اُس حصہ کو نکال دیا - اسی طرح پر اب پنجاب یونیورسٹی کو اخبار وکیل نے مندرجہ ذیل سطور میں ایسی ہی کسی دل آزار کتاب پر متوجہ کیا ہے جس کی رائے سے میں بالکل متفق ہوں -

یونیورسٹی پنجاب کی یہ سخت غلطی ہے کہ اس نے بعض جماعتوں کے نصاب تعلیم میں ایسی کتابیں داخل کی ہوئی ہیں جن میں مذہب اسلام کی نسبت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن سے مسلمانوں کے مذہبی خیالات کو سخت صدمہ پہنچتا ہے - امتحان الف - اے کے پرچہ B میں جو ممتحن نے جو سوال دیا تھا اس سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے وہ فقرہ

Hughs "Alfred the Great" سے

الفرڈ اعظم سے جو کورس میں داخل ہے لیا گیا تھا - پچھلے دنوں مسلمان اخباروں کے اعتراضی آوازوں پر ہم خوش ہیں کہ سنڈیکیٹ نے اس سوال کو امتحان سے خارج کر دیا - مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس سے اُن کی طبیعتوں کو سکون ہو سکتا ہے؟

ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اسی کتاب میں بعض مفید مقامات بھی موجود ہیں مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ان کے ساتھ ایسے جملے اور مطالب بھی رکھے جائیں جو مذہبی نقطۂ خیال سے طبیعتوں کو بھڑکانے والے ہوں یا ایسی تمثیلیں دی جائیں جو دلوں کو زخمی کرنے والی ہوں - ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ الفرڈ اعظم کے ذکر میں ڈنمارکین کے حملوں کو رسول عربیؐ کے غزوات سے تشبیہ دینا اور محمود الذکر کو سفاک اور ظالمانہ قرار دینا مذہبی تعصب اور زبونگی کے سوا کسی اور امر پر بھی مبنی ہو سکتا ہے - یونیورسٹیوں کا جو محض ہندو و مسلمانوں کی تعلیم کی غرض سے ہندوستان میں قائم کی گئی ہیں یہ اولین فرض ہونا چاہئے کہ کوئی ایسی کتاب داخل نصاب نہ کی جائے جس میں اشارۃً یا کنایۃً ان کے مذہب و عقاید پر حملہ ہو -

بنا بیشہ - پیرس میں کتوں پر ۵ شلنگ سالانہ ٹیکس لیا جاتا ہے - مگر بہت آدمی ٹیکس ادا کرنے کے زمانہ میں اپنے کتوں کو چھپا لیتے ہیں - اس کے لئے افسران محاصل نے کچھ ایسے آدمی ملازم رکھے ہیں جو کتوں کی بولی بولتے پھرتے ہیں - اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے وہ ان آدمیوں کے منہ سے کتے کی بولی سنکر ضرور جواب دیتا ہے - بس یہ لوگ اس گھر کا نمبر لکھ لیتے ہیں اور صبح ہی اس گھر پر ٹیکس کلکٹر آ کھڑا ہوتا ہے -

ایک امریکن - پادری نے اندازہ کیا کہ روئے زمین پر ہر روز تین ہزار بیاہ ہوتے ہیں بحساب اوسط -

برلن میں ایک مدرسہ کتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قائم کیا گیا ہے - روئے زمین پر اپنی مثال آپ ہے -

عورتوں کے ووٹ - عورتوں کے ووٹ دینے کے حقوق مانگنے کے لئے البرٹ ہال لنڈن میں ایک جلسہ ہوا اور دس ہزار پونڈ کے لئے اپیل کی گئی جس میں سے ۷ ہزار پونڈ فوراً جمع ہو گئے -

قسطنطنیہ میں حاجی رؤف نام ایک مسلمان زین سازی کا کام کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ عمر کا آدمی نہ ہوگا - یہ ۱۳۲ - برس کا ہے اب تک اپنا کام بخوبی کرتا ہے - اور کہتے ہیں جس گھر میں پیدا ہوا کبھی باہر قدم نہیں دھرا - لطف یہ کہ اس کا والد ۱۴۲ - برس کی عمر کا ہو کر مرا تھا -

حوادث زمانہ

کشمیر میں سیلاب - (الہ آباد - ۱۴ اپریل) سرینگر کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور سیلاب کے آنے کا اندیشہ ہے - دریائے جہلم ۱۵ فٹ چڑھ آیا ہے - سری نگر زیر آب ہے اور سمندر ایسا مثل جزیرہ کے معلوم ہوتا ہے - بند پر بڑی مستعدی سے کام لیا جا رہا ہے اور طغیانی کے خوف سے کشتیاں بند کی جانب جمع ہو رہی ہیں - بند کے قریب جو لوگ بنگلوں میں رہتے ہیں - وہ بڑے خطرہ میں ہیں جب طغیانی زیادہ ہوتی ہے - تو بند کے ٹوٹنے کی افواہیں اڑ جاتی ہیں -

پانچ اور چھ اپریل کو بڑے زور کی بارش ہوئی تھی اس سے دریائے جہلم اور زیادہ چڑھ آیا ہے - اس زمانہ کے لحاظ سے [illegible] کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے لوگوں کو جان و مال کا سخت خطرہ ہے اور عام پریشانی پھیلی ہوئی ہے کسی طرف سے امداد آنے کی امید نہیں -

حادثہ انبالہ - انبالہ ریلوے سٹیشن پر کپتان - اے - ای سینٹ ٹہل رہے تھے - کہ ایک خندق میں گر پڑے اور سخت چوٹ کھائی -

طوفان بارش - کشمیر میں مسلسل ۶۰ گھنٹہ تک بارش ہوئی - پہاڑوں پر سخت برف باری ہوئی ہے ڈاک آٹھ آٹھ گھنٹہ کی دیر سے پہنچتی ہے - انشقاق الارض واقع ہو رہے ہیں - جن سے کئی آدمی ضایع ہو چکے ہیں -

آتشزدگی - بوسٹن (امریکہ) کی خبر ہے شہر سکہ کیلیا میں جو بوسٹن کے مضافات سے ہے - سخت آتشزدگی ہوئی - اور ایک مربع میل کے بقدر یہ آبادی جل گئی - اور عمدہ عمدہ عمارتیں تباہ ہو گئیں - ۷۰ لاکھ اور ایک کروڑ کے مابین نقصان کا اندازہ ہے - ۱۰ ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں -

چین میں سیلاب - ریوٹر شانگھائی سے اطلاع دیتا ہے - کہ ہانکو میں تباہ کن سیلاب آیا ہے - رات کے وقت دو ہزار آدمی غرق ہوئے -

آتش زدگی - ناڑنگا (نشیبی بنگال) میں ۱۳ - اپریل کی صبح کو آتشزدگی ایکسن کے کارخانہ میں ہوئی اور ۳ ہزار ٹن پٹ سن کے جل گئے نقصان ۱۴ ہزار کا بتایا جاتا ہے - کارخانہ بیمہ شدہ بتایا جاتا ہے - فائر بریگیڈ کی کوشش نہ ہوتی تو سارا گودام ہی جل جاتا -

زلزلہ - ۱۶ و ۱۷ کی درمیانی رات کو پونے گیارہ بجے کے قریب لاہور میں زلزلہ کا ایک سخت جھٹکا محسوس ہوا جس سے لوگ بیدار ہو گئے -